حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ثقافتی خدمات

اسماعیل نساجی زوارہ
مترجم: نذر امام نقوی

زندگی کی کامیابی کا اہم ترین عنصر، مقصد حیات کے حصول کی کوشش اور ثبات قدم کو مہمیز کرتے رہنا ہے۔ کوشش اور جہدِ مسلسل جو کہ انسان کے پختہ عقیدے سے معرض وجود میں آتی ہے، منزل مقصود تک پہنچانے میں سب سے ضروری ذریعہ شمار کی جاتی ہے۔

ائمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت اور زندگی کا مطالعہ، نیز ان کی ثقافتی سرگرمیوں پر توجہ دینے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ یہ اعلیٰ مرتبہ اور عظمتوں کی مرقع ہستیاں، حکمت الٰہیہ کا بے حد قیمتی خزانہ اور معرفت کا جاری وساری جھرنا، اور بادصرصر میں بھی اپنی روشنی اور نور نہ گنوانے والے ایسے نورانی فانوس ہیں جو اپنے علم کی روشنی چہار دانگ عالم میں ہمیشہ پھیلاتے رہتے ہیں۔

انہوں نے اپنے اعلیٰ افکار اور اپنی ثقافتی کوششوں کے ذریعہ، اندھیروں کا ازالہ کر کے ہر زمانے میں حق سے برسر پیکار لوگوں کی امیدوں کو مایوسی میں تبدیل کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ذات والا صفات بھی دیگر معصوم اماموں کی طرح انسانی کمالات اور فضیلتوں اور کی بلندترین حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت نے اپنے والد محترم کی شہادت کے بعد حقیقی اسلام کی پیروی کرنے والوں کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی، انہوں نے اسلامی معاشرے کی بڑی سے بڑی پریشانیوں سے نبرد آزمائی اور مقابلہ کرتے ہوئے چونتیس برس تک اپنی بابرکت امامت کے دوران، اسلام کی حیات آفرین ثقافت کی توسیع میں مؤثر اور مفید کردار ادا کیا۔ جس کا مختصر تذکرہ حاضر خدمت ہے۔

قرآن کریم سے تمسک:

قرآن کریم کی ثقافت کی ترویج وتشہیر اور توسیع، خصوصاً اس کی تفسیر اور اس کے حقائق کے

بیان کے سلسلے میں ائمہ اطہار علیہم السلام کا کردار بہت ہی نمایاں اور بنیادی حیثیت کا حامل رہا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زندگی پر قدرے غور کرنے اور طائرانہ نگاہ ڈالنے سے واضح ہوجائے گا کہ حضرت کی سیرت اور کلام میں قرآن مجید کا کیا مقام ومرتبہ تھا۔ آپ کی زندگی قرآنی آیات سے اس قدر عجین اور آمیختہ ہوگئی تھی کہ سبھی شعبہ ہائے زندگی پر اس کی نور افشانی مشہود تھی۔

امام علیہ السلام نماز کی حالت میں کچھ اس طرح خاص ملکوتی حالت میں قرآنی آیتوں کی تلاوت فرماتے کہ معمول کی حالت سے باہر ہوجاتے تھے، ایک دن حاضرین میں سے ایک نے پوچھا: یہ کیسی حالت اور کیفیت تھی جو آپ پر طاری ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا: ''مسلسل قرآنی آیات کی تلاوت کرتے کرتے ایسی کیفیت طاری ہوئی گویا ان آیات کو براہ راست طور پر اس کے نازل کرنیوالے (خدا) کی زبانی سن رہا ہوں۔ ۳

مسعدہ بن صدقہ کا کہنا ہے کہ میں نے سنا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے استفسار کیا گیا کہ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب پر واجب ہے؟ حضرت نے فرمایا نہیں! حضرت سے پوچھا گیا کیوں؟ آپ نے فرمایا اس پر واجب ہے جو طاقتور، علمی مقام ومنصب کا مالک اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے واقف ہو، اور یہ کمزور انسان پر واجب نہیں ہے، اس کی دلیل اور وجہ بھی قرآن مجید ہے جس میں کہا گیا ہے:'' ولتکن منکم امّة یّدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر۴

یعنی تم میں سے کوئی ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور امر بالعروف اور نہی عن المنکر کرے۔''

منکم کی تعبیر ایک خاص تعداد کی حکایت بیان کرتی ہے آیہ کریمہ میں موجود لفظ میں عام لوگوں کی طرف اشارہ نہیں ہوا ہے'' ومن قوم موسیٰ امةٌ یّھدون بالحق وبه یعدلون۔ ۵

''اور قوم موسیٰ کے کچھ لوگ راہ حق کی ہدایت کرتے ہیں اور اس کی جانب لوٹ آتے ہیں''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قوم موسیٰ میں سب لوگ نہیں بلکہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو راہ حق کی ہدایت کرتے ہیں۔ یہاں امام علیہ السلام لفظ منکم کے'' من '' سے من قوم موسیٰ کا حوالہ دیتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب پر واجب نہیں ہے بلکہ ہر اس آدمی پر واجب ہے جس کے اندر ایک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صلاحیت، طاقت اور واقفیت ہو۔ ۶

علمی مرکز کا قیام اور شاگردوں کی تربیت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد چونتیس برس تک منصب امامت کے دوران اسلامی معاشرے میں دینی اور سیاسی بدامنی کے شاہد رہے نیز ان برسوں میں بنی امیہ کی حکومت کے خاتمہ کے لئے بنی عباس کی جانب سے چھیڑی جانے والی شدید جنگ اور چپقلش کے بیچ حضرت کے لئے مناسب ماحول اور موقع فراہم ہوا، جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے عظیم اسلامی درسگاہ قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی جس کے بہت ہی عظیم اور عمدہ فوائد ظاہر ہوئے جس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ تقریباً چار ہزار طالب علموں کا درس اور دیگر طریقوں سے فائدہ اٹھانے کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اس کے عظیم حاصلہ نتائج میں علم وفقہ کے بلند اور اعلیٰ مقام حاصل کرنے والے ان بہت سے شاگردوں منجملہ ''زرارہ بن اعین''''ہشام بن حکم'' جابر بن حیان''''ابان بن تغلب''''مفضل بن عمر'' ''مومن طاق'' ''ہشام بن سالم'' معلیٰ بن خنیس، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس علمی مرکز سے فارغ التحصیل سبھی طالب علم اپنے علمی میدان میں ممتاز اور اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے علاوہ شعبۂ تعلیم وتحریر اور تقریر میں شہرۂ آفاق تھے۔ انہوں نے مختلف علوم اور فنون میں اپنی کتابوں اور علمی کاوشوں سے آنے والی نسلوں کے لئے نشان راہ معین کیا اور اس طرح تاریخ اسلام میں بہت سی برکتیں، اور عظیم تبدیلیاں وجود میں لائے۔

جعفری علمی درسگاہ میں شرکت اور شمولیت کا تعلق صرف شیعوں سے نہیں تھا بلکہ بہت سی غیر شیعی ہستیاں منجملہ ، حنفی مسلک کے امام، ''ابو حنیفہ'' مالکی مسلک کے امام ، ''مالک بن انس'' ''سفیان بن ثوری'' اور'' یحیٰ بن سعید'' وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے، جنہوں نے اس عظیم اسلامی وعلمی مرکز سے فیض حاصل کیا۔ اور ماہرین علم وفن کا اعلیٰ مقام اپنے نام درج کرایا۔ حضرت امام صادق علیہ السلام شاگردوں کی تعلیم وتربیت ان کے ذوق وشوق اور صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے، جس میں اس کی دلچسپی ہوتی اسی پر دھیان دیتے، انہیں تعلیم دیتے اور حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ اس طرح سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی وسیع پیمانے کی ثقافتی کوششوں کے سبب مذہب جعفریہ نے توسیع پائی۔ اس نے زیادہ تر اسلامی سرحدوں کو پار کرکے دلوں میں نفوذ کیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی

تعداد کو مذہب اہلبیت علیہم السلام کے سنہرے دور سے روشناس کرایا۔

علم فقہ کا عروج

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام علم فقہ کے فروغ کے لئے بہت زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ اس علم کے سلسلے میں امام عالی مقام کی علمی عظمت اپنے انتہائی درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ حضرت نے فقہ کے میدان میں اس کی ترویج وتوسیع کے علاوہ گرانقدر شاگردوں کی ایک بڑی تعداد کو نورِ علم کے ذریعہ سے آراستہ کیا۔ انہوں نے بے مثال فقہی نظریات بھی پیش کئے اور ان فقہی روایتوں کو کتب اربعہ یعنی شیخ طوسی کی ''تہذیب'' اور'' استبصار'' کلینی کی'' کافی'' اور شیخ صدوق کی'' من لا یحضرہ الفقیہ'' میں یکجا کر کے پیش کیا گیا، اس کے علاوہ حضرت نے علم فقہ کے میدان میں ''جمیل بن درّاج'' ''عبداللہ بن مسکان '' اور'' حماد بن عثمان'' جیسی مایۂ ناز ہستیاں، اسلامی معاشرے کو پیش کی ہیں۔

امام علیہ السلام ، زمانۂ غیبت میں معاشرے کی پریشانیوں کے بارے میں بہت زیادہ فکرمند تھے، اوران مسلمانوں کے لئے زیادہ فکر مند تھے جو زمانۂ غیب میں اپنے امام سے دور ہوں گے اور حجت خدا سے جن کا براہ راست رابطہ نہیں ہوگا ایسی صورت میں وہ جامع الشرائط مجتہد اور فقیہوں کی تقلید اور پیروی کی تاکید اور ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک مکمل فقیہ اور اس کے مقام ومرتبہ کے بارے میں فرماتے تھے'' تمہارے درمیان جوکوئی بھی ہماری حدیثیں روایت کرے اور حلال وحرام پر توجہ دے اور ہمارے احکام کی شناخت رکھتا ہو، اس کو حاکم شرع اور مجتہد کے عنوان سے قبول کرلو اور جب وہ ہماری رائے کے مطابق حکم کرے اور کوئی اسے نہ مانے تو اس کو ٹھکرانے والا حکم خداوندی سے عدول کرنیوالا مانا جائے گا اور ہمارا کہا نہ ماننے والا بھی قرار دیا جائے گا اور جو کوئی ہمارا حکم ٹھکرائے گا وہ حکم خداوندی سے عدول کرنے والا مانا جائے گا۔[۶]

علم حدیث کا فروغ

دیگر معصومین علیہم السلام سے کہیں زیادہ حدیثیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے علم فقہ، حدیث اور تفسیر کی ایسی کوئی کتاب نہیں ملے گی جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول کوئی حدیث یا روایت نہ پائی جاتی ہو۔

امام علیہ السلام کو علم حدیث اور آیات الاحکام کے شعبہ میں سب سے زیادہ موقع ملا۔ انہوں نے اپنے چار ہزار شاگردوں کے ذریعہ دنیا کے دور دراز کے علاقوں میں اسلامی فکر کو پھیلا دیا۔

ان کے شاگردوں میں ہر کسی نے دنیا کے مختلف علاقوں میں عظیم ثقافتی اور علمی خدمات انجام دیں، یہاں تک کہ اہل سنت حضرات کی مشہور ومعروف ترین ہستیوں نے حضرت سے فیض حاصل کیا۔ اس سلسلے میں ابوحنیفہ بارہا یہ کہا کرتے تھے کہ: اگر وہ دو سال نہ ہوتے جس میں میں نے حضرت امام صادقؑ سے درس حاصل کیا، تو ہلاک ہوگیا ہوتا'' ۷

علم کیمیا کا انکشاف

دیگر علوم میں ایک اور علم جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ذریعہ منصۂ ظہور حاصل کیا اور پھر چہار دانگ عالم میں پھیل گیا وہ علم ''کیمیا'' تھا۔

چونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام علم کو آدمی کی صلاحیت اور لیاقت کے حساب سے سکھایا کرتے تھے لہٰذا انہوں نے علم کیمیا کی تعلیم اپنے ممتاز شاگرد ''جابر ابن حیان'' کو دی۔ انہوں نے اس علم میں مکمل مہارت حاصل کی اور بابائے علم کیمیا کے نام سے پکارے جانے لگے۔ جابر بن حیان نے اس علم میں اس قدر حیرت انگیز مہارت حاصل کی اور امام صادق علیہ السلام کی تعلیمات کو دنیا والوں کے سامنے ایسے موثر ومحقق انداز میں پیش کیا کہ آج مغربی دنیا علم وٹکنالوجی کی ترقی میں ان کے افکار کی رہین منت ہے۔ مختلف ملکوں کی لائبریریوں میں جابر بن حیان کی تصانیف بڑی حفاظت سے رکھی گئی ہیں، ان کی کتاب ''الخواص الکبر'' برطانیہ میوزیم میں اور کتاب ''الاحجار'' پیرس کی نیشنل لائبریری میں محفوظ ہے۔

ان کی سب سے مشہور تصنیف ''اسرار طبیعت کا مکمل مجموعہ'' نامی کتاب ہے جس کو پہلی مرتبہ ۱۴۹۰ھ اور ۱۶۶۸ھ میں انگریزی اور ۱۶۷۲ء میں فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا، انہوں نے سبھی علم وفنون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حاصل کئے۔ ۸

جاوداں آثار کی توسیع واشاعت:

اہم اسلامی وعلمی مراکز میں تعلیم حاصل کرنے والے شاگردوں نے حضرت کے گرانقدر آثار وتالیفات کو نقل کیا ہے یا خود ان کی تصنیف ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب

کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب ''التّوحید''، جو حضرت نے خود لکھوائی ہے۔اوراسے مفضّل بن عمر نے تحریر کیا ہے۔۹

۲۔ ''رسالہ فی وجوہ معایش العباد'' یہ کتاب مختلف، علوم، صنعت وتجارت اور مہارتوں پر مشتمل ہے۔۱۰

۳۔ ''رسالہ فی الغنائم'' یہ کتاب خمس اور غنیمتوں کے سلسلے میں ہے جس میں حضرت کی جانب سے دیئے گئے جوابوں کو شامل کیا گیا ہے۔۱۱

۴۔ ''الجعفریات'' یہ روایتوں کا مجموعہ ہے جسے ترتیب کے ساتھ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ذریعہ فقہی ابواب کی ضرورت میں نقل کیا گیا ہے۔۱۲

۵۔ ''نثر الدرر'' حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مختصر جملوں پر مبنی صحیفہ ہے۔ شاید یہ ایک جگہ جمع کیا گیا مجموعہ تھا اور ''ابن شعبہ حدانی'' نے اسے ''تحف العقول'' نامی کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔۱۳

۶۔ ''رسالۃ الامام الی الصحابہ'' یہ رسالہ اپنے مصاحبین کی راہوں کی راہنمائی وہدایت پر مبنی ہے ۱۴

۷۔ ''الرسالۃ الاھوازیّہ'' یہ رسالہ اہواز کے حاکم کے جواب میں لکھا گیا ہے ۱۵

۸۔ ''کتاب الحج'' اس کو ''ابان بن عبد الملک'' نے نقل کیا ہے ۱۶

ان کے علاوہ دیگر بہت سی کتابیں بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب ہیں۔

افکار کی حوصلہ افزائی

معاشروں اورلوگوں کی ترقی کا انحصار عقل وفکر، ابتکار عمل اور کوششوں کی کیفیت پر ہے سبھی انبیاء وائمہ اور خدا کے صالح بندے عقل وفکر کے حامل لوگ تھے۔

جناب ابو ذر غفاری کی منزلت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''کان اکثر عبادۃ ابی ذر التفکر والاعتبار۱۷

یعنی جناب ابوذر کی عبادت کا زیادہ تر حصہ عبرت اور غور وفکر پر موقوف تھا۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے عمل اور طرز سلوک کی سیرت میں غور وفکر کو خاصی اہمیت دیتے ہیں۔ حضرت نے غور وفکر کی اعلیٰ ترین مثال اپنے دینی مسائل میں پیش کئے ہیں جن کے کلام کے ہر لفظ سے موتی جھڑتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں'' لا خير فى من لايتفقه من اصحابنا ان الرجل منهم اذالم يستغن بفقهه احتاج اليهم فاذا احتاج اليهم ادخلوه فى باب ضلالتهم وهو لايعلم '' ۱۸

''ہمارے دوستوں میں اس کی کوئی قدرومنزلت نہیں جو دین کے معاملے میں غوروفکر نہ کرتا ہو اگر میرے دوستوں میں سے کوئی دین کے احکام اور مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا ہوگا تو وہ ہمارے مخالفوں کا دست نگر ہوجائے گا اور جب ان کا محتاج ہوگیا تو انحراف اور گمراہی کی راہ پکڑلے گا جبکہ اس کو خود بھی معلوم نہیں ہوگا کہ کیا ہوا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظروں میں دینی احکام کا سیکھنا اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اگر میں کسی ایسے شیعہ جوان کو دیکھوں جو دین کے معاملے میں غوروفکر نہیں کرتا تو اس کی تنبیہ کروں گا۱۹

باصلاحیت لوگوں سے فائدہ اٹھانا۔

آسمان ولایت وامامت کے چھٹے درخشاں ستارے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کی قابلیت وصلاحیت کو پرکھنے کے بعد ان میں سے کچھ کا انتخاب علمی سوالوں کے جواب دینے کے لئے کیا تھا۔ مثال کے طور پر علم کلام اور اعتقادی مسائل خصوصاً امامت کے میدان میں جواب دینے کے لئے جن باصلاحیت برگزیدہ اور ممتاز افراد کی تربیت کی ان میں ''ہشام بن حکم'' حمران بن اعین'' وغیرہ نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔

''یونس بن یعقوب'' کہتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا۔ وہ شام کا رہنے والا تھا اور حضرت سے ملاقات کرنے آیا تھا، اس نے کہا مجھے فقہ وکلام سے واقفیت ہے اور میں آپ کے شاگرد عالموں سے اس سلسلے میں بحث وگفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا یہ علم کلام جس کی تم بات کررہے ہو رسولؐ خدا کے کلام سے ماخوذ ہے یا تمہارے ذہن کی پیداوار ہے؟ اس نے کہا کچھ تو رسولؐ خدا کے کلام سے ماخوذ ہے اور کچھ میرے

اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔ امام علیہ السلام فرمایا: تو پھر کیا تم رسولؐ خدا کے شریک ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تم کو وحی ہوئی ہے ؟ اس نے کہا نہیں۔ اس مقام تک گفتگو کا سلسلہ پہنچنے کے بعد امام علیہ السلام نے میری جانب رخ کرکے فرمایا اے یونس ! اس آدمی نے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے خود کی تردید کردی ہے پھر فرمایا: اے یونس، اگر تم کو علم کلام سے واقفیت ہوتی تو اس مرد سے بحث کرسکتے تھے ، ابھی اٹھو اور باہر جاکر دیکھو کوئی ایسا ہے جس کو علم کلام سے واقفیت ہے۔اسے ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ، یونس کا کہنا ہے : میں باہر گیا اور کچھ ماہرین کلام منجملہ ’’حمران بن اعین‘‘ ’’ہشام بن سالم‘‘ اور قیس بن ماصر کو دیکھا، انہیں لیکر حضرت کے پاس آیا، امام علیہ السلام نے بھی شامی مسافر سے مناظرہ کرنے کا حکم دیا، ان میں سے ہر ایک نے اس شامی سے علم کلام کے موضوع پر مناظرہ کیا اور سبھی اس پر غالب رہے۔ ۲۰

اخلاق حسنہ کی پیروی کی دعوت

نیک اور مستحسن اخلاق کی ضرورت ، انسانی ضروریات کا لازمہ ہے جو کسی خاص معاشرے سے مخصوص نہیں ہے اسی لئے پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا ’’اگر انسان کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس کے اخلاق میں کونسی چیز اچھی ہے تو وہ ضرور اس بات سے آگاہ ہوجائے گا کہ اسے نیک اخلاق کی ضرورت ہے۔ ۲۱

مستحسن اخلاق کی عظمت اور قدر و منزلت اس قدر ہے کہ ہر کسی کو اس کی گہرائی تک رسائی پانے کا موقع نہیں ملتا ہے اور نہ ہی یہ ہر کسی کو عنایت ہوتی ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ’’ ولایکون حسن الخلق الّافی کلّ ولیّ وصفی ولایعلم مافی حقیقه حسن الخلق الّاالله تعالیٰ ‘‘ ۲۲

یعنی ’’نیک اور مستحسن اخلاق دوستوں اور خدا کے منتخب کردہ بندوں کے علاوہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا اور حقیقت میں جو کچھ نیک اور مستحسن ہے، سوائے خداوند عالم کے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔‘‘

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اخلاقی قدر و منزلت اور اہمیت کو بیان کرنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ اپنی سیرت اور عمل کے ذریعہ معاشرے میں اس کے مفید ہونے اور عینی مصداق کی مثال بھی پیش کی ہے تاکہ مذکورہ مسئلہ زیادہ واضح اور محسوس ہونے کے لائق ہو۔ حضرت سے جب اخلاق کی

خوبیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ''العفو عمن ظلمک وصلة من قطعک واعطاء من حرمک وقول الحق ولو علی نفسک ۲۴؎ جس نے تم پر ظلم وستم کیا اس کو معاف کردینا اور اس سے تعلقات بحال کرنا جس نے تم سے قطع تعلق کرلیا ہو اور اس کو عطا کرنا جس نے تم کو محروم کردیا ہو اور حق بات کو زبان پر لانا، چاہے اس میں تمہارا نقصان ہی کیوں نہ ہو، حضرت نے اس بات کو جاری رکھتے ہوئے نیک اخلاق کے فائدے کے بارے میں فرمایا ہے ''حسن الخلق یزید فی الرزق ''۲۶؎ نیک اخلاق روزی میں اضافہ کا باعث ہے۔ ایک دوسری روایت میں اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے کی ہدایت دیتے ہوئے حسن اخلاق کو طول عمر کا ذریعہ قرار دیتے ہیں ''من حسن بره فی اهل بیته زید فی عمره ''۲۷؎

''جو کوئی اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرے گا اس کی عمر طولانی ہوگی''

اسی طرح اخلاقی اصولوں کا لحاظ اور انسانی تہذیب اور خوش اسلوبی کو اپنے چاہنے والوں کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے ان لوگوں کے لئے اسے صرف ضروری ہی قرار نہیں دیا بلکہ بداخلاقی سے پرہیز کرنیکی تاکید بھی فرمائی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی چونتیس برس کی امامت کے دوران اسلامی معاشرے میں ایسا علمی اور ثقافتی انقلاب برپا کیا جس کی مثال نہیں ملتی ہے، انہوں نے سبھی فکری ماحول سے سخت مقابلہ کیا۔ باطل عقیدوں کو مسمار کرکے منحرف افکار میں سدھار عطا کرنے کے ساتھ ہی خالص اسلامی عقیدے کی تشنگان حقیقت کے لئے سوغات پیش کی اور تاریخ انسانیت کی اس عظیم ہستی کو حکومت عباسی کے غیض وغضب کا نشانہ بننا پڑا، کیونکہ منصور کو ہرگز یہ بات گوارا اور پسند نہیں تھی کہ امام علیہ السلام کی روز افزوں علمی پیشرفت اور شہرت کا مشاہدہ کرے۔ منصور کو یہ خوف ستانے لگا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امام علیہ السلام خلافت کی کرسی پر قبضہ جمالیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہوجائے اس لئے اس فکر میں لگا رہتا تھا کہ جیسے بھی ہو حضرت کے مبارک وجود کو چوٹ پہونچائے آخرکار اسے موقع مل ہی گیا، اس نے انگور میں زہر ملا کر حضرت کو شہید کردیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بروز پیر مورخہ ۲۵ شوال المکرّم ۱۴۸ھ ق کو مدینۂ منورہ میں رحلت فرماگئے اور قبرستان بقیع میں اپنے والد اور آباء واجداد کے بغل میں سپرد لحد کردئے گئے۔

منابع ومأخذ:

۱۔بحار الانوار مجلسی ۔ج ۸۴،ص ،۲۴۸

۲۔سورۂ عمران: آیت ۱۰۴

۳۔سورۂ اعراف : آیت ۱۵۹

۴۔تفسیر نور الثقلین ،علی بن جمعۃ الحویزی، ج ۱،ص ۳۸۰

۵۔منتہی الآمال شیخ عباس قمی ، ج ۲ ،ص ۱۳۹

۶۔تہذیب الاحکام، شیخ طوسی ، ج ۶،ص ۲۱۸

۷۔سیرۃ اعلام النبلاء، شمس الدین ذہبی ، ج ۶،ص ۲۵۷

۸۔ماہنامہ مبلّغان ، شمارہ ۲۷،شوال ۱۴۲۶ھ، ق،ص ۳۱۔۳۰

۹۔العقول المہمہ ، ابن صباغ مالکی ،ص ۲۲۲

۱۰۔تحف العقول ، ابن شعبہ حرانی ،ص ۳۳۱

۱۱۔الذریعہ تصانیف الشیعہ ، علامہ شیخ آقا بزرگ تہرانی، ج ۲ ،ص ۱۰۹

۱۲۔ایضاً:ص ۳۱۵۔۳۲۴

۱۳۔اصول کافی، ج ۸ (مترجم) ص ۱۴۔۲

۱۴۔بحار الانوار ج ۷۷،ص ۱۸۹

۱۵۔رجال نجاشی ۔ ابو العباس نجاشی ،ص ۱۴

۱۶۔رجال نجاسی، ابو العباس نجاشی، ج ۲۲،ص ۴۳۱

۱۷۔اصول کافی ، ج ،۱ ۔ص ۲۵

۱۸۔ بحار الانوار ج، ۱۔ص ۲۶۱

۱۹۔الارشاد، شیخ مفید،ص ۲۶۱

۲۰۔میزان الحکمۃ ، ری شہری ، ج ۲ ،ص ۷۹۹

۲۱۔بحار الانوار ج، ۶۸ ،ص ۷۹۹

۲۲معانی الاخبار، شیخ صدوق ،ص ۱۹۱

۲۳۔بحار الانوار ج ۷۱،ص ۳۹۵

۲۴۔کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ،علی بن عیسیٰ اربلی ج ۲،ص ۲۰۸